رجسٹرڈ ایل ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

صفر سنہ ۱۳۱۹ھ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

پیشگی قیمت سالانہ

جلد ۵	دار الامن و الامان قادیان ۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۱ء	نمبر ۱۹

کلمات طیبات امام الزمان

(سلمہ الرحمٰن)

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۱۸ جلد ۵ -

سوال آپ کا خیال مسیح کی صلیب کی نسبت کیا ہے۔

جواب میں اسکو نہیں مانتا کہ وہ صلیب پر مرے ہوں بلکہ میری تحقیقات سے یہی ثابت ہوا ہے کہ وہ صلیب پر سے زندہ اتر آئے اور خود مسیح علیہ السلام بھی میری رائے کے ساتھ متفق ہیں حضرت مسیح علیہ السلام کا بڑا معجزہ یہی تھا کہ وہ صلیب پر نہیں مریں گے - کیونکہ یونس نبی کے نشان کا انھوں نے وعدہ کیا تھا - اب اگر یہ مان لیا جاوے جیسا کہ عیسائیوں نے غلطی سے مان رکھا ہے کہ وہ صلیب پر مر گئے تھے تو پھر یہ نشان کہاں گیا - ؟ اور یونس نبی کے ساتھ مماثلت کیسی ہوگی - یہ کہنا کہ وہ قبر میں داخل ہو کر تین دن کے بعد زندہ ہوئے بہت بیہودہ بات ہے اس لیئے کہ یونس تو زندہ مچھلی کے پیٹ میں داخل ہوئے تھے نہ مر کر - یہ نبی کی بے ادبی ہے اگر ہم اسکی تاویل کرنے لگیں اصل بات یہی ہے کہ وہ صلیب پر سے زندہ اتر آئے - ہر ایک سلیم الفطرۃ انسان کو واجب ہے کہ جو کچھ مسیح نے صاف لفظوں میں کہا اسکو محکم طور پر پکڑیں حضرت عیسی پر ایک غشی کی حالت تھی - انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اور اسباب اور واقعات بھی اس قسم کے پیش آ گئے تھے کہ وہ صلیب کی موت سے بچ جائیں چنانچہ سبت کے شروع ہونے کا خیال - حاکم کا مسیح کے خون سے ہاتھ دھونا اس کی بیوی کا خواب دیکھنا وغیرہ خدا تعالی نے ہمکو سمجھا دیا ہے اور ایک بہت بڑا ذخیرہ دلائل اور براہین کا دیا ہے جنسے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ہرگز ہرگز صلیب پر نہیں مرے صلیب پر سے زندہ اتر آئے غشی کی حالت بجائے خود موت ہوتی ہے کیونکہ سکتہ کی حالت میں نہ نبض رہتی ہے نہ دل کا مقام حرکت کرتا ہے بالکل مردہ ہی ہوتا ہے مگر پھر وہ زندہ ہو جاتا ہے - مسیح کے بچنے کے دو بڑے زبردست گواہ ہیں اول تو یہ ہے کہ یہ ایک نشان اور معجزہ تھا ہم نہیں چاہتے کہ اس کی کسر شان کی جاوے اور وہ آدمی سخت حقارت اور نفرت کے لائق ہے جو اللہ تعالی کے نشانات کو حقیر سمجھ لیتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تصدیق نہیں کرتے کہ وہ صلیب پر مرے ہیں بلکہ صلیب پر سے زندہ اتر آئے اور پھر اپنی طبعی موت سے مرنے کی تصدیق فرماتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی اگر انجیل کی ساری باتوں کو جو اس واقعہ صلیب کے متعلق ہیں یکجائی نظر سے دیکھیں تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بات ہرگز صحیح نہیں ہے کہ مسیح صلیب پر مرے ہوں - حواریوں کو ملنا - زخم دکھانا کباب کھانا - سفر کرنا یہ سب امور ہیں جو اس بات کی نفی کرتے ہیں اگرچہ خوش اعتقادی سے ان واقعات کی کچھ بھی تاویل کیوں نہ کی جاوے لیکن ایک منصف مزاج کہہ اٹھیگا

کہ زخم لگے رہے اور کھانے کے محتاج رہے یہ زندہ آدمی کے واقعات ہیں۔ یہ واقعات اور صلیب کے بعد کے دوسرے واقعات گواہی دیتے ہیں اور تاریخ شہادت دیتی ہے کہ دو تین گھنٹے سے زیادہ صلیب پر نہیں رہے اور وہ صلیب اس قسم کی نہ تھی جیسے آج کل کی پھانسی ہوتی ہے جس پر لٹکاتے ہی دو تین منٹ کے اندر ہی کام تمام ہو جاتا ہے بلکہ اس میں تو کیل وغیرہ ٹھونک دیا کرتے تھے اور کئی دن رہ کر انسان بھوکا پیاسا مر جاتا تھا۔ مسیح کے لئے اس قسم کا واقعہ پیش نہیں آیا وہ صرف دو تین گھنٹہ کے اندر ہی صلیب سے اتار لئے گئے یہ تو وہ واقعات ہیں جو انجیل میں موجود ہیں جو مسیح کے صلیب پر نہ مرنے کے لئے زبردست گواہ ہیں۔

پھر ایک اور بڑی شہادت ہے جو اس کی تائید میں ہے وہ **مرہم عیسی** ہے جو طب کی ہزار ہا کتابوں میں برابر درج ہے اور اس کے متعلق لکھا گیا ہے کہ یہ مرہم مسیح کے زخموں کے واسطے حواریوں نے طیار کی تھی۔ یہود یوں۔ عیسائیوں کی طبی کتابوں میں اس مرہم کا ذکر موجود ہے۔ پھر کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ صلیب پر مر گئے تھے۔

ان سب باتوں کے علاوہ ایک اور امر پیدا ہو گیا ہے جس نے قطعی طور سے ثابت کر دیا ہے کہ مسیح کا صلیب پر مرنا بالکل غلط اور جھوٹ ہے وہ ہرگز ہرگز صلیب پر نہیں مرے اور وہ ہے **مسیح کی قبر**۔

مسیح کی قبر سری نگر خانیار کے محلہ میں ثابت ہو گئی ہے۔ اور یہ وہ ثبوت ہے جو دنیا کو ایک زلزلہ میں ڈال دیگی کیوں کہ اگر مسیح صلیب پر مرے تھے تو یہ قبر کہاں سے آ گئی۔؟

سوال آپ نے خود دیکھا ہے۔؟

جواب میں خود وہاں نہیں گیا لیکن میں نے اپنا ایک مخلص ثقہ مرید وہاں بھیجا تھا۔ وہ وہاں ایک عرصہ تک رہا اور اس نے پوری تحقیقات کر کے پانسو معتبر آدمیوں کے دستخط کرائے جنہوں نے اس قبر کی تصدیق کی۔ وہ لوگ اس کو **شاہزادہ نبی** کہتے ہیں اور **عیسی صاحب** کی قبر کے نام سے بھی پکارتے ہیں آج سے گیارہ سو سال پہلے **اکمال الدین** نام ایک کتاب چھپی ہے وہ بعینہ انجیل ہے وہ کتاب **یوز آسف** کی طرف منسوب ہے اس نے اس کا نام **بشریٰ** یعنی انجیل رکھا ہے۔ یہی تمثیلیں۔ یہی قصے۔ یہی اخلاقی باتیں جو انجیل میں ہیں پائی جاتی ہیں اور بسا اوقات عبارتوں کی عبارتیں انجیل سے ملتی ہیں۔ اب یہ ثابت شدہ بات ہے کہ یوز آسف کی قبر ہے یوز آسف وہی ہے جس کو **یسوع** کہتے ہیں اور آسف کے معنی ہیں پراگندہ جماعتوں کو جمع کرنے والا۔ چونکہ مسیح علیہ السلام کا کام بھی بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنا تھا اور اہل کشمیر بہ اتفاق اہل تحقیق بنی اسرائیل ہی ہیں اس لئے ان کا یہاں آنا ضروری تھا۔ اس کے علاوہ خود **یوز آسف** کا قصہ یورپ میں مشہور ہے بلکہ یہاں تک کہ اٹلی میں اس نام پر ایک گرجا بھی بنایا گیا ہے اور ہر سال وہاں ایک میلہ بھی ہوتا ہے + اب اس قدر صرف کثیر سے ایک مذہبی عمارت کا بنانا اور پھر ہر سال اس پر ایک میلہ کرنا کوئی ایسی بات نہیں ہے جو سرسری نگاہ سے دیکھی جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ **یوز آسف** مسیح کا حواری تھا۔ ہم کہتے ہیں یہ بات سچی نہیں ہے یوز آسف خود ہی مسیح تھا اگر وہ حواری ہے تو یہ تمہارا فرض ہے کہ **تم ثابت کرو کہ مسیح کے کسی حواری کا نام شہزادہ نبی ہو**۔

یہ ایسی باتیں ہیں جو صلیب کے واقعہ کا سارا پردہ ان سے کھل جاتا ہے۔ ہاں اگر مسیحی اسباب کے قائل نہ ہوتے تو البتہ بحث بند ہو جاتی لیکن جب کہ انھوں نے قبول کر لیا ہے۔ کہ **یوز آسف** ایک شخص ہوا ہے اور اس کی تعلیم انجیل ہی کی تعلیم ہے اور اس نے بھی اپنی کتاب کا نام انجیل ہی رکھ لیا ہے اور جس طرح پر شہزادہ نبی مسیح کا نام ہے اس کو بھی شہزادہ نبی کہتے ہیں اب غور کرنے کے قابل بات ہے کہ اگر یہ خود مسیح ہی نہیں تو اور کون ہے۔؟ خدا کے لئے سوچو جو شخص دنیا سے دل نہیں لگاتا اور سچائی سے پیار کرتا ہے اس کو تو ماننے میں ذرا بھی عذر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب مان لیا کہ **یوز آسف** واقعی ایک شخص تھا جس کا مسیح سے تعلق تھا اور پھر اٹلی میں اس کا گرجا بھی بنا دیا اور ہر سال وہاں میلہ بھی ہوتا ہے اور پھر یہ بھی اقرار کر لیا کہ اس کی تعلیم انجیل ہی کی تعلیم ہے پھر یہ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ خود مسیح نہیں ہے۔؟ یہ چار باتیں جب تسلیم کر لیں تو میں ایک خیر لیکر آپ ہی سے پوچھتا ہوں کہ آپ جو کہتے ہیں کہ وہ حواری تھا ثابت کر کے دکھاؤ کہ **یوز آسف** کسی حواری کا بھی نام تھا اور یوز آسف تو یسوع سے بگڑا ہوا ہے اب ایک ہی بات سے فیصلہ ہوتا ہے اگر یہ ثابت کر کے دکھایا جاوے کہ مسیح کے کسی حواری کا نام **یوز آسف شہزادہ نبی** اور **عیسی صاحب** ہے تو بے شک یہ قبر کسی حواری کی قبر ہوگی اگر یہ ثابت نہ ہو اور ہرگز ہرگز ثابت نہ ہوگا تو پھر میری بات کو مان لو کہ اس **قبر میں** خود حضرت مسیح ہی سوتے ہیں۔

مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ بردباری کے ساتھ سنتے ہیں جو بردباری سے سنتا ہے وہ تحقیق کرسکتا ہے جس قدر باتیں آپ نے سُنی ہیں دوسرے کم سنتے ہیں آپ خدا کے لئے غور کریں کہ جس حالت میں یہ قصہ مشترک ہوگیا ہے کہ وہ حواریوں میں سے تھا بہر حال تعلق تو مانا گیا اور پھر گرجا بنا دیا اور ہر سال میلہ ہونے لگا تو اب آپ بتائیں کہ یہ ثبوت کس کے ذمہ ہے؟ اگر مسیحی تعلق نہ مان لیتے تو بار ثبوت بے شک میرے ذمہ ہوتا لیکن جب آپ لوگوں نے خود اس کو مان لیا ہے تو میں آپ سے ثبوت مانگتا ہوں کہ کسی ایسے حواری کا پتہ دیں جو شاہزادہ نبی کہلاتا ہو۔

پادری صاحب ہم آپ کی مہربانی اور خاطر داری کے لئے بہت مشکور ہیں۔

حضرت اقدس یہ تو ہمارا فرض منصبی ہے۔ جس کام کے لیے خدا تعالیٰ نے ہم کو بھیجا ہے اسکو کرنا ضروری ہے۔

حضرت اقدس حجۃ اللہ کی یہ تقریر سُنکر **مسٹر فضل** نے (جو غالباً لاہور کی بک سوسائٹی میں ملازم ہیں) اپنی قابلیت کے اظہار کے لئے زبان کھولی لیکن اس سے بہتر ہوتا کہ وہ خاموش رہتے اور اُن کی دانش اور غور طلب طبیعت کا راز نہ کھلتا۔ حضرت اقدس نے اسقدر طویل تقریر یوز آسف کے متعلق فرمائی اور اسکو تاریخی شہادتوں کے ساتھ مؤکد فرمایا مگر مسٹر فضل کے سوال پر نگاہ کی جائے کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔

مسٹر فضل قبر کے متعلق کوئی تاریخی ثبوت ملا ہے۔؟

حضرت اقدس نے فرمایا کہ گیارہ سو برس کی کتاب موجود ہے۔ خود عیسائیوں میں اس کا گرجا موجود ہے وہاں میلہ ہوتا ہے اور ابھی آپ تاریخی ثبوت ہی پوچھتے ہیں یہ کیا ہے؟ یہ تاریخی ثبوت نہیں تو کیا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ تم لوگ کچھ نہیں سمجھتے۔ صرف دھوکا دینا چاہتے ہو۔ میں ہر ایک انسان کو یہی وصیت کرتا ہوں کہ وہ پاک دل بنے ریاکاری اور تعصب سے اپنے دل کو صاف کرے اور جہاں سے صداقت اور حکمت کی بات ملے اسکو نہایت فراخدلی کے ساتھ قبول کرے۔ میں ہر وقت سننے کو طیار ہوں اگر آپ صفائی سے جواب دیں کہ مسیح کے اس حواری کو اس وجہ سے شہزادہ نبی کہتے ہیں اور اگر آپ کوئی جواب نہ دیں اور جواب ہے بھی نہیں اور صرف اعتقادی طور پر بتائیں کہ ہم ایسا مانتے ہیں تو یہ ایسی بات ہے جیسے کسی ہندو سے پوچھیں کہ تم جو کہتے ہو کہ گنگا مہا دیو کی جٹوں سے نکلتی ہے یا اس میں ست ہے اور وہ اس کے جواب میں صرف یہی کہے کہ میں اس کے دلائل تو نہیں دے سکتا مگر ضروری مانتا ہوں کہ اس میں ست ہے تو یہ معقول بات نہ ہوگی۔ غرض میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے نہ اعتقاد کے طور پر بلکہ تحقیقات سے ثابت کرلیا ہے کہ یہ قبر واقعی حضرت مسیح ہی کی قبر ہے۔ واقعات اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ تاریخ اسکی شہادت دیتی ہے۔ جرمن میں ایسے مسیحی بھی ہیں جو اسبات کے قائل ہیں کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مرے یہ بات بہت صاف ہے اور غور کرنے کے بعد اس میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔

سوال

آپ کی سمجھ میں عیسائیوں کا فرض کیا ہے

جواب

ہر ایک انسان کا فرض یہ ہونا چاہئے کہ حق کی تلاش کرے اور حق جہاں سے ملے اسکو فوراً لے لے۔ عیسائیوں کی کوئی خصوصیت نہیں ہے

اس کے بعد پادریوں نے مکرر حضرت اقدس کا شکریہ ادا کیا اور پھر کتب خانہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دفتر الحکم سے کچھ کتابیں لیں اور واپس چلے گئے۔

ہمارا ایمان ہے کہ دوزخ میں ایک حصہ تک آدمی رہے گا پھر نکل آوے گا گویا جنکی اصلاح نبوت سے نہیں ہوسکی اُن کی اصلاح دوزخ کرے گی حدیث میں آیا ہے کہ دوزخ پر ایک ایسا زمانہ آوے گا کہ اس میں ایک آدمی بھی باقی نہ رہے گا اور نسیم صبا اُس کے دروازوں کو کھٹکھٹائے گی اس کے علاوہ قرآن شریف نے بہشت کے انعامات کا تذکرہ کرکے عطاءً غیر مجذوذ کہدیا ہے اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے تھا کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اُمید نہ رہتی اور مایوسی پیدا ہوتی بہشت کے انعامات کی بے انتہا درازی کو دیکھکر مسرت بڑھتی ہے اور دوزخ کے ایک متعین عرصہ تک ہونے سے خدا تعالیٰ کے فضل پر اُمید پیدا ہوتی ہے ایک شاعر نے اس کو یوں بیان کیا ہے۔ ؎

گویند کہ بحشر جستجو خواہد بود
واں یار عزیز تند خو خواہد بود
از خیر محض شرے نیاید ہرگز
خوش باش کہ انجام بخیر خواہد بود

(۲۴ مئی)

توجہ اور انبیا علیہم السلام کی دعائیں

عظیم الشان فرق ہوتا ہے وہ توجہ جو مسمریزم والے کرتے ہیں وہ ایک کسب ہے اور وہ توجہ جو دعا سے پیدا ہوتی ہے ایک موہبت الٰہی ہے - یعنی جب کہ بنی نوع کی ہمدردی سے متاثر ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی فطرت کو ہمہ توجہ بنا دیتا ہے اور اس میں قبولیت کا تخم رکھ دیتا ہے - (۲۴ جنوری ۱۹۰۱)

ان خدائی کہ از والہان جہان بیخبر اند برمن او جلوہ نمود ست گر اہلی بپذیر

(مسیح موعود)

یہ تو ہر ایک قوم کا دعوی ہے کہ بہتیرے ہم میں سے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں مگر ثبوت طلب یہ بات ہے کہ **خدا تعالیٰ بھی ان سے محبت رکھتا ہے یا نہیں** اور خدا تعالیٰ کی محبت یہ ہے کہ پہلے تو ان دلو نپر سے پردہ اٹھا دے جس پردہ کی وجہ سے اچھی طرح انسان خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین نہیں رکھتا اور ایک دھندلی سی اور تاریک معرفت کے ساتھ اس کے وجود کا قائل ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات امتحان کے وقت اس کے وجود سے ہی انکار کر بیٹھتا ہے اور یہ پردہ اٹھایا جانا بجز مکالمہ الٰہیہ کے اور کسی صورت سے میسر نہیں آسکتا ہے انسان **حقیقی معرفت** کے چشمہ میں اسدن غوطہ مارتا ہے جسدن خدا تعالیٰ اسکو مخاطب کر کے **انا الموجود** کی اسکو آپ بشارت دیتا ہے تب انسان کی معرفت صرف اپنے قیاسی ڈھکوسلہ یا محض منقولی خیالات تک محدود نہیں رہتی بلکہ خدا تعالیٰ سے ایسا قریب ہو جاتا ہے کہ گویا اسکو دیکھتا ہے اور یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ خدا تعالیٰ پر **کامل ایمان** اسی دن اسکو نصیب ہوتا ہے کہ جب اللہ جل شانہ اپنے وجود سے آپ خبر دیتا ہے اور پھر دوسری علامت خدا تعالیٰ کی محبت کی یہ ہے کہ اپنے پیارے بندوں کو صرف اپنے وجود کی خبر ہی نہیں بلکہ اپنی رحمت اور فضل کے آثار بھی خاص طور پر ان پر ظاہر کرتا ہے اور وہ اس طرح پر کہ ان کی دعائیں جو ظاہری امیدوں سے زیادہ ہوں قبول فرما کر اپنے **الہام اور کلام** کے ذریعہ سے ان کو اطلاع دیتا ہے تب ان کے دل تسلی پکڑ جاتے ہیں کہ یہ ہمارا قادر خدا ہے جو ہماری دعائیں سنتا ہے اور ہم کو اطلاع دیتا اور مشکلات سے ہمیں نجات دیتا ہے **اسی روز سے نجات کا مسئلہ بھی سمجھ میں آتا ہے** اور خدا تعالیٰ کے وجود کا بھی پتہ لگتا ہے اگرچہ جگانے اور متنبہ کرنے کے لئے کبھی کبھی غیروں کو بھی سچی خواب آسکتی ہے مگر اس طریق کا مرتبہ اور شان اور رنگ اور ہے یہ خدا تعالیٰ کا مکالمہ ہے جو خاص مقربوں سے ہوتا ہے اور جب مقرب انسان دعا کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اپنی خدائی کے جلال کے ساتھ اسپر تجلی فرماتا ہے اور اپنی **روح** اسپر نازل کرتا ہے اور اپنی محبت سے بھرے ہوئے **لفظوں** کے ساتھ اسکو قبول دعا کی بشارت دیتا ہے اور جس کسی سے یہ مکالمہ کثرت سے وقوع میں آتا ہے اس کو نبی یا **محدث** کہتے ہیں اور سچے مذہب کی یہی نشانی ہے کہ اس مذہب کی تعلیم سے ایسے راستباز پیدا ہوتے ہیں جو **محدث** کے درجہ تک پہنچ جائیں جنسے خدا تعالیٰ آمنے سامنے کلام کرے **اور اسلام کی حقیت اور حقانیت کی اول نشانی یہی ہے** کہ اس میں ہمیشہ ایسے راستباز جنسے خدا تعالیٰ ہمکلام ہو پیدا ہوتے ہیں - **تتنزل علیہم الملائکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا** - سو یہی معیار حقیقی سچے اور زندہ اور مقبول مذہب کی ہے اور ہم جانتے ہیں کہ یہ **نور** صرف صرف **اسلام** میں ہے دوسرے مذاہب اس روشنی سے بے نصیب ہیں - اور ان مذاہب کے بطلان کے لئے یہی دلیل ہزار دلیل سے بڑھکر ہے کہ مردہ ہرگز زندہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور نہ اندھا سوجاکھے کے ساتھ پورا اتر سکتا ہے - والسلام علی من اتبع الہدیٰ

شعر

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے
یہ ثمر باغ محمد سے ہی کھایا ہم نے

یہ عاجز تو محض اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچاوے کہ تمام مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا ہے اور دار النجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ہے

میرے دلمیں یہ بات آئی ہے کہ **الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین** سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان ان صفات کو اپنے اندر لے یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ساری صفتیں سزاوار ہیں جو **رب العلمین** ہے یعنی ہر عالم میں نطفہ میں مضغہ وغیرہ سارے عالموں میں غرض ہر عالم میں پھر **رحمن** ہے پھر **رحیم** ہے اور **ملک یوم الدین** ہے - اب ایاک نعبد جو کہتا ہے تو گویا اس عبادت میں وہی ربوبیت رحمانیت رحیمیت مالکیت صفات کا پرتو

ثبوت نبوت بیدائی طریق سے

قُلْ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا الَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

یعنی اے نبی لوگوں سے کہدے کہ میں تم سب کی طرف ایسے بادشاہ کی جانب سے رسول آیا ہوں جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔ انسان کی عادت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ بادشاہوں نوابوں کے قاصدوں اور ایلچیوں کی طرف عظمت کی نگاہ سے دیکھتا اور ان کی رسالت کا واجب احترام کرتا ہے اور ان کی یہ اطاعت اور تعظیم بہ تفاوت مراتب ہر بادشاہ اور نواب کی وسعت ملک اور اس کی عظمت وجلالت پر موقوف ہوتی ہے۔ اسی معتاد ومتعارف دستور کے موافق جناب ہادی کامل (علیہ الصلوۃ والسلام) نے اتنا بڑا جلیل الشان دعوی کیا کہ میں کل دنیا کے انسانوں کی طرف رسول بنکر آیا ہوں۔ کسی چھوٹی سی بستی کے مالک نواب یا معمولی محدود الاختیار بادشاہ کی طرف سے نہیں بلکہ اللہ کی جانب سے جو زمین و آسمان کا مالک الکل شہنشاہ ہے۔ پھر فرمایا

فاتقوا اللہ یا اولی الالباب الذین امنوا قد انزل الیکم ذکرا رسولا یتلوا علیکم ایات اللہ بینات لیخرج الذین امنوا وعملوا الصالحات من الظلمات الی النور۔

یعنی اے دانشمندو جن میں ایمان کا بیج ہے۔ اللہ تعالے سے ڈرو۔ اس نے تمہاری طرف تمہیں بھولی بسری ہوئی تعلیم حق یاد دلانیوالا رسول بھیجا ہے جو اللہ تعالی کی واضح آیتیں اور حق کی کھلی کھلی تعلیم تمہارے سامنے پیش کرتا ہے (یعنی انسان پرست نصارا کے عقیدہ تثلیث و کفارہ کی طرح ناقابل فہم اور عقل بریدن کوئی بات نہیں۔ بلکہ سچائی صفائی اور وضاحت میں یہ تعلیم اپنی صداقت کی آپ گواہ ہے) اور اس تعلیم کی علت غائی یہ ہے کہ راستباز اور نیکوکار مومنوں کو ہر طرح کے شک وتردد اور خلاف حق عقائد کی تاریکیوں سے نکال کر اس حقیقی **نور** کی راہ دکھا جو تمام نوروں کا سرچشمہ اور تمام راحتوں اور لذتوں کا منبع ہے۔ پھر فرمایا

یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا۔

یعنی اے نبی ہمنے تجھے بھیجا ہے دنیا کے لئے ایک گواہ۔ اور بشارت دہندہ اور آنے والے خطرے سے ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اسی کی مرضی سے دعوت کرنے والا اور روشن چراغ جو خود بھی روشن ہے اور دوسرے بھی اس سے ایمان کے چراغوں کو روشن کرسکیں۔

وہ لوگ جن کے اندر رشد وہدایت کا مادہ ہوتا اور سعادت ان کی مددگار ہوتی ہے۔ ان دعووں کو سنکر خوب سمجھ سکتے ہیں۔ کہ ایک باغرض مکار اور متعمد کاذب کی یہ بساط نہیں ہو سکتی۔ کہ ایسا طمانیت۔ وقار اور دلی جرأت سے بھرا ہوا دعوی کرے اور جب یہ دیکھا جائے۔ کہ کس استقامت اور استقلال سے برابر تیئیس برس دعوی کرنے والے نے اس بلند دعوے کو نبھایا۔ کس قدر خطرات مصائب۔ زلازل اور نہ رہ گداز آفتیں اس کے سامنے آئیں۔ کسقدر تحریکات وترغیبات دلفریب صورتوں اور ہوش ربا بھیسوں میں اس کے روبرو جلوہ نما ہوئیں کہ وہ اس دعوی سے دست بردار ہوجائے۔ مگر اس نے نہ تو ترہیب کی پروا کی اور نہ ترغیب کی طرف التفات کیا اور برابر اپنے دعوے پر قائم رہا۔ ان حالات کو دیکھکر سلیم عقل اور خدا ترس دل کس طرح گوارا کرسکتا ہے۔ کہ ایسے دعوی کرنے والے کی نسبت خفیف وحقیر رائے قائم کرے۔ بہت سے دل کے کچے۔ اپنی اندرونی مالیخولیا سے واقف اور باشعور کاذب بھی کبھی کبھی بلند دعوے کر بیٹھتے ہیں۔ مگر جلد یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ مختلف تحریکوں۔ ترغیبوں اور تہدیدوں کے زور آور صدمہ کے مقابل ان کے پاؤں بہت دیر تک جم نہیں سکتے۔ ادنی ادنی سی تحریک سے ان کے ارادوں میں فرق آجاتا ہے اور خفیف سی جان ستاں دھمکی انکے بہروپ کا تار وپود ادھیڑ کر رکھدیتی ہے۔

نہایت حیرت انگیز امر ہے کہ ایک شخص چالیس برس کی عمر میں اتنی بڑی دعاوی کو شروع کرتا ہے۔ اور تریسٹھ برس کی عمر تک باوجود ہزارہا انقلاب اور صدمات کے پیش آنے کے اسے پوری طرح نبھاتا ہے۔ اس کی زندگی بالکل دو متضاد باتوں اور سخت متناقض حالتوں کا سچا اور صحیح نمونہ ہے۔ ایک عرصہ دراز تک وہ بے بس۔ مظلوم اور قوم کے لاانتہا ظلم وشر کا ہدف ہے۔ اور پورے معنوں میں بے کس صابر درویش ہے۔ اور دوسری وقت میں ایک زبردست بری اور جان نثار قوم کا مالک الرقاب مقتدر مطلق بادشاہ ہے مگر ان دونوں حالتوں میں رفتار۔ گفتار۔ حرکات۔ سکنات اور ہر طرح کے معاملات میں کامل انسانیت فوق العادہ مروت وفتوت اور الہی اخلاق وخصائل کا قابل اقتدا نمونہ ہے۔ نہ تو ظلم وفتن کی ہیبت ناک صورت نے اسے بودا۔ عزم کا

گیا۔ بے صبر اور جزع فزع کرنیوالا اور اپنے امر مفوضہ سے دست بردار ہو جانے والا ثابت کیا۔ نہ کامیابی کی فوق الفوق خوشی اور شہنشاہی اور اقتدار مطلق کے سنہری تاج نے اسبات کی دکھانے کا موقعہ پایا کہ وہ متکبر۔ اترانیوالا قابو پاکر دشمنوں سے انتقام لینے والا اور ایک بے قابو مغلوب نفس انسان ہے۔ بلکہ دونوں حالتوں میں درویشی۔ نفس کشی تواضع۔ حلم۔ رعایت حقوق عباد اور ایثار کی صفت اُس کے پاک وجود میں یکساں طور پر پائی جاتی ہے۔ نبوت سے پہلی حالت جس میں وہ عام سوسائٹی کا بظاہر شریک تھا اور ہر طرح جائز طور پر بلاخوف ملامت اُن کے متعارف عیوب اور ناسزا کاموں سے حصہ لے سکتا تھا۔ اس کی نسبت وہ کس دلی شوق سے دعوی کرتا ہے۔ **وقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ**۔ یعنی میں اس دعوی نبوت سے پہلے عمر کا بہت بڑا حصہ تم میں بسر کر چکا ہوں۔ تم میں کوئی ہے کہ مجھ میں کوئی افترا اور جھوٹ کی صفت۔ خیانت اور بددیانتی کی صفت۔ بداخلاقی اور بدمعاملگی کی صفت ثابت کر سکے۔ سیرت کے پڑھنے والے جانتے ہیں۔ کہ دشمنوں کے سر اس توبیخ آمیز دعوی کے سامنے نیچے ہو گئے۔ وہ جرات نہ کر سکے کہ اس چال چلن کی صفائی پر کوئی دھبہ لگا سکیں۔ کیونکہ وہ بہت مدت اس سے پہلے اُس صادق ذی عزم کو **الامین والمامون** تسلیم کر چکے تھے۔ اور درحقیقت کس کا حوصلہ ہے۔ کہ وہ جس کا نام عرش عظیم پر **محمد** رکھا گیا ہے اُس کا نام مذمم رکھے۔

الغرض جناب ہادی کامل (صلے اللہ علیہ وسلم) کی پاک زندگی ایسا زبردست معجزہ ہے۔ جو تنہا آپ ہی کا حصہ ہے اور یہ غیر فانی اور ہر زمانہ میں کام آنے والا کامل معجزہ آغاز آفرینش سے کسی نبی کو بھی نہیں دیا گیا۔ آپ نے جس قسم کا دعوی کیا خود اُس کا غیر متبدل پاک نمونہ دیا اور اپنے پر اثر نمونہ سے ایک عظیم و کثیر قوم ایسی تیار کر دی جو تمام قوموں و مذہبوں کے لئے بطور نمونہ اور گواہ کے ٹھہر گئے اور انھوں نے اپنی مقدس زندگیوں سے ثابت کر دیا۔ کہ کامل استاد کے ہوشیار شاگرد ایسے ہوتے ہیں۔ وہ کس مپرس امی لوگ رومیوں اور ایرانیوں کی نگاہ میں حقیر یہود و نصارا کے نزدیک ذلیل تھے۔ اُس رسول کی پیروی سے جس نے شہنشاہ زمین و آسمان کی طرف سے ہونے کا دعوی کیا۔ دنیا کی قوموں اور ملکوں کے مقتدر مالک اور متصرف بن گئے اور اس **نور اللہ** اور **سراج منیر** کی تائید و امداد سے کفر اور گمراہی کی ظلمتوں اور تاریکیوں سے نکل کر شہرت عام اور بقائے دوام کی نورانی میدان میں آ گئے۔ **اللھم صل منی علیہ وعلی آلہ الاف الاف تحیات وصلوات آمین**

عیسائی لوگ توجہ کریں

نومبر کے پرچہ میں بدرالدین عیسائی کا کشف ناظرین کی نظر سے گذرا ہو گا۔ ہم بہت مدت سے بدل اس بات کے منتظر تھے کہ غیر قوموں سے کوئی باحوصلہ جوان مرد میدان میں نکلے جو آسمانی ہتھیاروں سے حضرت امام زمان کے ساتھ مقابلہ کرنے کا نشان کھڑا کرے۔ کیونکہ یہ بڑی پختہ بات ہے کہ مقابلہ ہی سے سچ اور جھوٹ کا پوری طرح امتیاز ہوتا ہے۔ اور مقابلہ سے عظیم الشان فائدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ عام کی آنکھیں بے اختیار مبارزین کی طرف متوجہ ہو جاتی ہیں اور یوں آخری فیصلہ عادۃً خفیف اور ناقابل التفات امر نہیں رہتا بلکہ بارعب مؤثر اور قبول عام کا مستحق ہو جاتا ہے۔ نیز اس صورت میں کہ حضرت امام زمان کا یہ دعوی ہے کہ نصرت الہیہ کی خبر دینے والی پیشگوئی ہی زندہ اور سچے مذہب کی صحیح علامت ہے۔ اور مذاہب عالم میں سے وہ مذہب جسے یہ فوق العادہ نصرت اور الٰہی تائید کا امتیازی حصہ ملا ہے صرف مذہب **اسلام** ہے اور اس معیار کی بنا پر دوسرے تمام مذہب جھوٹے اور کھوٹے اور بودے قرار دیے ہیں۔ اس صورت میں ہر غیرت مند حامی مذہب پر بڑا بھاری فرض ہے کہ وہ اپنے مسلم مذہب کو اس نقص اور عار کے سفید دھبے سے بچانے کے لئے مسلح ہو جائے عیسائیوں کی گردن پر تو درازمدت سے اسلام کا یہ واجب الادا قرضہ چلا آتا ہے جس کی نسبت اہم مسئلہ کے مقام میں وارث اسلام امام زمان نے اپنے جائز حق ارث کی بنا پر اُن سے بلاسود مطالبہ کیا کہ وہ زندہ مذہب اور صادق ایمان کی نشان دکھائیں۔ مگر افسوس بے باک عیسائیوں نے اس تقاضائے شدید کی مطلق پروا نہ کی اور اسکا بھی ذرا دھیان نہ کیا کہ واجب قرضہ ایسا بھاری بوجھ ہے کہ ادا کئے بغیر وہ اس سے کبھی رہا نہ ہو سکیں گے۔ آخر آسمانی

عدالت عالیہ میں اس کی نالش ہوئی اور جناب وارث اسلام امام زماں کے حق میں اُس منصف عدالت سے ڈگری ہوئی عبداللہ آتھم کی نسبت ہلاکت کی پیشگوئی ایسی نہیں کہ اُسے ایک معمولی واقعہ کی خبر یا زڈکیل کی سالانہ جنتری کی پیشگوئیوں کی جنس سے سمجھا جائے۔ عبداللہ اُس وقت عیسائیت کا زعیم اور اس بلند دعوی کا حامی عظیم تھا کہ مسیح درحقیقت زندہ اور سچا خدا ہے گویا درحقیقت عیسویت اپنی سارے زور۔ اپنی ساری جان۔ اپنے پورے ہتھیاروں کے ساتھ عبداللہ کی شکل میں مجسم ہو کر آئی تھی۔ ادھر قرآن اپنی تمام زندہ طاقت۔ حی قیوم خالق زمین و آسمان ابدی۔ ازلی اور غیر فانی خدا کی یگانہ الوہیت کے سارے زوروں۔ الوہیت مسیح کے ابطال اور کسر صلیب کے مناسب حال تیز ہتھیاروں کے ساتھ مرزا غلام احمد کی صورت میں ظاہر ہوا۔ بے شک یہ ایسا دنگل تھا جس کی نظیر ان دونوں مذہبوں کے آغاز ظہور سے کسی دن میں بھی پائی نہیں جاتی۔ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کی اصل اور مقصد غائی یہ ہے اسلام زندہ مذہب ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا صادق رسول ہے اسلام کا خدا لم یلد ولم یولد ہے مسیح ہرگز خدا تعالیٰ کا بیٹا نہیں اس لئے عیسوی مذہب جو الوہیت مسیح کا مدعی ہے سراسر دروغ بے فروغ ہے۔ اور اسبات کا کھلا کھلا اور عملی ثبوت جو سارے جہان کی آنکھ میں بلا ریب ناطق فیصلہ ثابت ہو جائے۔ کہ عیسائیت بالکل جھوٹا اور بے بنیاد مذہب ہے

اور مذہب اسلام سچا اور زندہ مذہب ہے یہ ہے کہ اسلام کا دشمن عیسویت کا مجسمہ۔ نصرانیت کا صنم اور ظلم عظیم کی مہیب مورت عبداللہ آتھم ضرور ضرور پندرہ مہینے کے عرصہ میں ہلاک ہو جائیگا بشرطیکہ حق کیطرف رجوع نکرے یہ فتوی تھی اسلام کے زندہ خدا کا۔ اب اگر بزعم نصاری مسیح زندہ خدا ہے اور قادر مطلق ہے تو وہ خدائے اسلام کے مقابلہ میں اپنی الوہیت کا کرشمہ یوں دکھلائے۔ کہ اپنی الوہیت کے حامی آتھم کو ہلاکت سے محفوظ رکھے۔ ورنہ عیسائی مذہب جھوٹا اور الوہیت مسیح کا اعتقاد سراسر بیہودہ اور لغو ثابت ہوگا اور بالعکس اسلام کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائیگی۔ اس پر ہیبت دعوے کو دیکھکر کس خدا ترس باانصاف کا دل گوارا کر سکتا ہے۔ کہ اس پیشگوئی اور پیشگو کو خفیف نا قابل التفات سمجھے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ حق اور کذب کے فیصلہ کا زبردست بنیادی پتھر ہے جس پر بہت جلد دور دور سے نظر آنے والی عالی شان عمارت بننے والی ہے۔

بہرحال بدرالدین عیسائی نے اُس آنے والے سیلاب کا جو عیسویت کی دیواروں کو جڑ سے ڈھا دینے کی دھمکی دے رہا ہے۔ صحیح اندازہ کر کے پہلوان اسلام دشمن نصرانیت مرزا غلام احمد قادیانی کی نسبت بھی ویسی ہی پیشگوئی کی ہے اور یوں آپ نے تمام خائف ترسندار اور خاموش ہم مذہبوں کی طرف سے اپنے تئیں فدیہ یا اُس قرضہ کا کفیل ثابت کیا ہے۔ اب بات ہلکی اور چھوٹی سی نہیں رہی۔ بلکہ واقعات نے بڑے بھاری قابل یادگار پلٹے کھانے کا میلان ظاہر کیا ہے۔ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو بدرالدین صاحب کا کہنا سچا ثابت ہوگا محض بے اصل اور لغو ثابت ہوگا اور یہی آخری شق ہمارا پکا سچا اور مستقل یقین ہے۔ ہم صاحب موزافشاں سے خصوصاً اور تمام عیسائیوں سے عموماً یہ پوچھنا چاہتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ وہ اسبات کا جواب دینا فرض عین سمجھیں گے۔ کہ وہ اپنے ہم جو انمرد کھیل کی نسبت کیا اعتقاد ظاہر کرتے ہیں۔ وہ اس امر کی کیا وجہ رکھتے ہیں۔ کہ کیوں وہ اسے آگے بڑھکر مبارک باد نہ کہیں اور کس دلیل پر اُسے مسیحیت کی حفاظت کا دلیر وکیل تسلیم نکریں اور نیز اس بات کے دریافت کرنے کے بھی بشوق دل خواستگار ہیں کہ تمام صورت واقعہ کو مدنظر رکھکر اور سارے استقبالی خطرات کو خوب سوچکر وہ عبداللہ آتھم والی پیشگوئی کے انجام کی نسبت کیوں خفیف رائے لکھتے ہیں۔ اور ایک پرزور فیصلہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتے بیشک تمام عیسائی دنیا کو اپنے سارے مال۔ زر۔ خداقت۔ طبابت۔ اور ہر طرح کی تدابیر سے متفق کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اپنے پہلوان کو ذلت اور بہروت کے پیالہ کو ٹالدیں۔ ورنہ ان کے دین اور ان کے مذہب۔ بلکہ فرضی خدا یسوع مسیح کے لئے ایک دفعہ پھر وہی موت کا پیالہ مقدر ہے جو پہلے بھی باوجود ہزار ہا منتوں اور سماجتوں کے اس کی قسمت سے نہ ٹلا تھا۔ اور سردست اور کچھ نہیں تو زور آور دعوے اتنا ہی شائع کر دیں۔ کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی عبداللہ آتھم کی نسبت

بدین

ہرگز ہرگز پوری نہ ہوگی اور وہ اس معینہ عرصہ کے بعد بھی ویسا ہی زندہ اور اسلام کا دشمن اور بدزبان رہیگا۔ جس طرح ہم پورے زور اور کامل ایمان اور خوارق العادہ تحدی سے دعوی کرتے ہیں کہ بدرالدین کا کشف محض جھوٹا اور لغو اور اسی کو آخر کار رسوا کرنے والا ثابت ہوگا۔ اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ اس کشف کے سچا نکلنے پر ہم عیسائیوں کی ہر قسم کی شرط کو قبول کرنے پر طیار ہیں۔ جان کو۔ مال کو اور ہر عزیز شے کو بھی فدیہ دینے کے لئے حاضر ہیں۔ مگر ایک دفعہ پھر بآواز بلند کہے دیتے ہیں کہ اس عیسائی کی بات ہرگز ہرگز پوری نہ ہوگی۔ اسی طرح صاحب نورافشاں سے ہم چاہتے ہیں کہ وہ بڑے زور سے دعوی کریں کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی ہرگز پوری نہ ہوگی۔ اور اگر پوری ہو جائے تو وہ بصدق دل مذہب عیسوی یا شرک عظیم سے توبہ کرکے حضرت ابراہیم حنیف کی ملت مذہب اسلام کو اختیار کریں گے اور اس پیشگوئی کے پورا نہ ہونے پر جو شرط چاہیں ہم سے بھی منوالیں ٭

والسلام علی من اتبع الھدی

ڈائری

امام علیہ السلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب

۱۷ مئی ۱۹۰۱ء

سوال ہوا کیا آپ دوسرے صوفیا اور مشائخ کی طرح عام طور بیعت لیتے ہیں یا بیعت لینے کے لئے آپ کو اللہ تعالی کی طرف سے حکم ہے فرمایا (ہم تو امر الہی سے بیعت کرتے ہیں جیسا کہ ہم اشتہار میں بھی یہ الہام لکھ چکے ہیں کہ ان الذین یبایعونک یبایعون اللہ الخ۔)

فرمایا (جذبات اور گناہ سے چھوٹ جانے کے لئے اللہ تعالے کا خوف دل میں پیدا کرنا چاہیئے۔ جب سب سے زیادہ خدا کی عظمت اور جبروت دل میں بیٹھ جائے تو گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر کے خوف دلانے سے بسا اوقات لوگوں کے دل پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ وہ مر جاتے ہیں۔ تو پھر خوف الہی کا اثر کیونکر نہ ہو۔ چاہیئے کہ اپنی عمر کا حساب کرتے رہیں۔ ان دوستوں کو اور رشتہ داروں کو یاد کریں جو ان میں سے نکل کر چلے گئے۔ لوگوں کی صحت کے ایام یونہی غفلت میں گذر جاتے ہیں۔ ایسی کوشش کرنی چاہیئے کہ خوف الہی دل پر غالب رہے۔ جب تک انسان طول امل کو چھوڑ کر اپنے پر موت وارد نہ کرے تب تک اس کی غفلت دور نہیں ہوتی۔ چاہیئے کہ انسان دعا کرتا رہے۔ یہاں تک کہ خدا اپنے فضل سے نور نازل کر دے۔ جو بیندہ یابندہ۔)

فرمایا (حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسیح آوے اسکو میرا سلام کہنا اس حدیث کے مطلب میں غور کرنا چاہیئے۔ اگر مسیح علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود تھے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ملاقات معراج میں کی تھی اور نیز حضرت جبرئیل ہر وقت وہاں سے آتے تھے کیوں نہ انکے ذریعہ سے اپنا سلام پہونچایا اور پھر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعد از وفات آسمان پر ہی گئے تھے اور وہاں ہی حضرت مسیح بھی ہیں اور حضرت مسیح کو تو خود رسول کریم کے پاس سے ہو کر زمین پر اترنا تھا تو پھر اس کے کیا معنے ہوئے کہ زمین والے ان کو آنحضرت کا سلام پہونچائیں کیا اس صورت میں حضرت عیسی انکو یہ جواب نہ دیں گے کہ میں تو خود ان کے پاس سے آتا ہوں تو تم یہ سلام کیسا دیتے ہو۔ یہ تو مثال ہوئی کہ گھر سے میں آؤں اور خبریں تم دو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت رسول کریم اور آپ کی اصحاب کا یہی عقیدہ اور مذہب تھا کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے ہیں اور دنیا میں واپس نہیں آسکتے اور آنے والا مسیح اسی امت میں سے بروزی رنگ میں ہوگا۔)

اللھم ایدہ و انصرہ واخذل اعداءہ آمین۔

سوال

ہوا کہ فواحشات کی طرف لوگ جلد جھک جاتے ہیں اور ان سے لذت اٹھاتے ہیں جن سے خیال ہو سکتا ہے کہ ان میں بھی ایک تاثیر ہے فرمایا (بعض اشیا میں نہاں در نہاں ایک ظل اصلی شے کا آجاتا ہے وہ شے طفیلی طور پر کچھ حاصل کر لیتی ہے مثلاً راگ اور خوش الحانی۔ لیکن دراصل سچی لذت اللہ تعالے کی محبت کے سوا اور کسی شے میں نہیں ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ دوسری چیزوں سے محبت کرنے والے آخر اپنی حالت سے

٭۔ یہ شخص آخر مسلمان ہوگیا اور پھر کمزور حالت کیوجہ سے خوفناک مصائب کا ہدف بنکر مرگیا۔

٭٭۔ افسوس خدا کے اس قابل قدر نشان پر نصرانی فطرت یہود سیرت اب تک اعتراض کرتے ہیں مگر یہ نہیں دکہا سکتے کہ دو پہلوانوں میں سے تحدی کی تلوار سے کون ہلاک ہوا اور وہ اب کہاں ہے۔

توبہ کرتے اور گھبراتے اور اضطراب دکھاتے ہیں۔ مثلاً ہر ایک فاسق اور بدکار سزا کے وقت اور پھانسی کے وقت اپنے فعل سے پشیمانی ظاہر کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کو ایسی استقامت عطا ہوتی ہے کہ وہ ہزار ایذائیں دئے جائیں مارے جائیں قتل کئے جائیں وہ ذرہ جنبش نہیں کھاتے اگر وہ شئے جو انھوں نے حاصل کی ہے اصل نہ ہوتی اور فطرت انسانی کے ٹھیک مناسب نہ ہوتی تو کروڑوں موتوں کے سامنے ایسے استقلال کے ساتھ وہ اپنی بات پر قائم نہ رہ سکتے۔ یہ اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ فطرۃ انسانی کے نہایت ہی قریب یہی بات ہے جو ان لوگوں نے اختیار کی ہے اور کم از کم بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمیوں نے اپنے سوانح سے اس بات کی صداقت پر مہر لگا دی ہے)

فرمایا۔ (آئندہ زندگی میں مومن کے واسطے بڑی تجلی کے ساتھ ایک بہشت ہے لیکن اس دنیا میں بھی اسکو ایک مخفی جنت ملتی ہے یہ جو کہا گیا ہے کہ دنیا مومن کے لئے سجن یعنی قید خانہ ہے اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ ابتدائی حالت میں جب کہ ایک انسان اپنے آپکو شریعت کی حدود کے اندر ڈالدیتا ہے اور وہ اچھی طرح اس کا عادی نہیں ہوتا تو وہ وقت اس کے لئے تکلیف کا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ لامذہبی کی بے قیدی سے نکل کر نفس کے مخالف اپنے آپ کو احکام الٰہی کی قید میں ڈالدیتا ہے مگر رفتہ رفتہ وہ اس سے ایسا انس پکڑتا ہے کہ وہی مقام اس کے لئے بہشت ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو قید خانہ میں کسی پر عاشق ہو گیا ہو پس کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ قید خانہ سے نکلنا پسند کرے گا۔)

سوال ہوا کہ آیا نماز میں اپنی زبان میں دعا مانگنا جائز ہے۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ (کہ سب زبانیں خدا نے بنائی ہیں چاہیئے کہ اپنی زبان میں جسکو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے نماز کے اندر دعائیں مانگے کیونکہ اس کا اثر دل پر پڑتا ہے۔ تاکہ عاجزی اور خشوع پیدا ہو۔ کلام الٰہی کو ضرور عربی میں پڑھو اور اس کے معنی یاد رکھو اور دعا بے شک اپنی زبان میں مانگو۔ جو لوگ نماز کو جلدی جلدی پڑھتے ہیں اور پیچھے لمبی دعائیں کرتے ہیں۔ وہ حقیقت سے ناآشنا ہیں۔ دعا کا وقت نماز ہے۔ نماز میں بہت دعائیں مانگو۔)

۱۸ رمئی سنہ ۱۹۰۱ء

فرمایا (اگر حاکم ظالم ہو تو اسکو بُرا نہ کہتے پھرو۔ بلکہ اپنی حالت میں اصلاح کرو۔ خدا اسکو بدل دے گا یا اسی کو نیک کر دے گا۔ جو تکلیف آتی ہے وہ اپنی ہی بدعملیوں کے سبب آتی ہے۔ ورنہ مومن کے ساتھ خدا کا ستارہ ہوتا ہے مومن کے لئے خدا تعالیٰ آپ سامان مہیا کر دیتا ہے۔ میری نصیحت یہی ہے کہ ہر طرح سے تم نیکی کا نمونہ بنو خدا کے حقوق بھی تلف نہ کرو اور بندوں کے حقوق بھی تلف نہ کرو۔)

۲۰ رمئی سنہ ۱۹۰۱ء

کہیں سے خط آیا کہ ہم ایک مسجد بنانا چاہتے ہیں اور تبرکاً آپ سے بھی چندہ چاہتے ہیں حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ (ہم تو دے سکتے ہیں اور یہ کچھ بڑی بات نہیں مگر جب کہ خود ہمارے ہاں بڑے بڑے اہم اور ضروری سلسلے خرچ کے موجود ہیں جن کے مقابل میں اس قسم کے خرچوں میں شامل ہونا اسراف معلوم ہوتا ہے تو ہم کس طرح سے شامل ہوں۔ یہاں جو مسجد خدا بنا رہا ہے اور وہی مسجد اقصیٰ ہے وہ سب سے مقدم ہے اب لوگوں کو چاہیئے کہ اس کے واسطے روپیہ بھیجکر ثواب میں شامل ہوں۔ ہمارا دوست وہ ہے جو ہماری بات کو مانے نہ وہ کہ جو اپنی بات کو مقدم رکھے

حضرت امام ابو حنیفہ رحم کے پاس ایک شخص آیا کہ ہم ایک مسجد بنانے لگے ہیں آپ بھی اس میں کچھ چندہ دیں انھوں نے عذر کیا کہ میں اس میں کچھ دے نہیں سکتا حالانکہ وہ چاہتے تو بہت کچھ دیتے اس شخص نے کہا کہ ہم آپ سے بہت نہیں مانگتے صرف تبرکاً کچھ دیدیجئے آخر انھوں نے ایک دوانی کے قریب سکہ دیا۔ شام کے وقت وہ شخص دوانی لے کر واپس آیا اور کہنے لگا کہ حضرت یہ تو کھوٹی نکلی ہے وہ بہت ہی خوش ہوئے اور فرمایا خوب ہوا دراصل میرا جی نہیں چاہتا تھا کہ میں کچھ دوں مسجدیں بہت ہیں اور مجھے اس میں اسراف معلوم ہوتا ہے۔)

اطلاع

۱۰ رجون سنہ ۱۹۰۱ء کا اخبار اُن خریداروں کے نام وی پی کیا جاویگا جنکو ایک ہفتہ پیشتر بذریعہ کارڈ اطلاع دی جاویگی افسوس کی بات ہے کہ بعض آدمی باوجودیکہ اُنکو قبل از وقت اطلاع دیجاتی ہے۔ پھر بھی بدوں کسی قسم کا جواب دینے کے وی پی واپس کر کے مطبع کو نقصان پہنچاتے ہیں اس لئے اطلاعاً لکھا جاتا ہے کہ جو بقایا دار اس تاریخ پر قیمت دینے کے لئے طیار نہ ہوں وہ ہمکو اطلاع دیں تاکہ مفت نقصان کا زیر بار ہونا پڑے۔

(خاکسار ایڈیٹر)

* امید کیجاتی ہے کہ امرتسر کی جماعت احمدیہ بھی اس پر توجہ کرے گی (ایڈیٹر)

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

ایڈیٹر الحکم کے اپنے الفاظ میں ۷ مئی سنہ ۱۹۰۱ء کا

خطبہ

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ الخ

ہر ایک سلیم الفطرۃ انسان کے قلب میں اللہ تعالیٰ نے یہ ایک بات حجت کے طور پر رکھدی ہے کہ وہ ایک مجمع کے درمیان معزز ہو جاوے گھر میں اپنے بزرگوں کی کوئی خلاف ورزی اس لئے نہیں کی جاتی کہ گھر میں ذلیل نہ ہوں۔ ہر ایک دنیا دار کو دیکھتے ہیں کہ محلہ داری میں ایسے کام کرتا ہے جن سے وہ با وقعت انسان سمجھا جاوے۔ شہروں کے رہنے والے بھی ہتک اور ذلت نہیں چاہتے پھر اس مجمع میں جہاں اولین و آخرین جمع ہوں گے اس مقام پر جہاں انبیا و اولیا موجود ہوں گے وہاں کی ذلت کون عاقبت اندیش سلیم الفطرۃ گوارا کر سکتا ہے کیونکہ عزت و وقعت کی ایک خواہش ہے جو انسان کی فطرۃ میں موجود ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ ایک نظیر کے ساتھ اس خواہش اور اس قاعدہ کو جس کے ذریعہ انسان معزز ہو سکتا ہے بیان کرتا ہے۔ نظیر کے طور پر جس شخص کا ذکر بیان کیا گیا ہے اس کا نام ہے **ابراھیم** (علیہ السلام)

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو کیسی عزت دی یہ اس نظارہ سے معلوم ہو سکتا ہے جو خدا نے فرمایا **ولقد اصطفینٰہ فی الدنیا وانہ فی الاخرۃ لمن الصٰلحین**۔ ہم نے اسکو برگزیدہ کیا دنیا میں اور آخرۃ میں بھی سنوار والوں سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے مکالمات کا شرف رکھنے والے۔ شریعت کے لانے والے ہادی و رہبر۔ بادشاہ اور اس قسم کے عظیم الشان لوگ ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہوئے۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے لئے نتیجہ دکھایا ہے حضرت **موسیٰ**۔ حضرت داؤد۔ حضرت مسیح علیہ السلام سب حضرت ابراہیم کی نسل سے تھے اور حضرت اسماعیل اور ہمارے سید و مولیٰ ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم اسی کی اولاد سے ہیں۔

ایک اور جگہ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ابراہیم اور اسکی اولاد کو بہت بڑا ملک دیا مگر غور طلب امر یہ ہے کہ جڑ اسبات کی کیا ہے؟ کیا معنی وہ کیا بات ہے جس سے وہ انسان اللہ تعالیٰ کے حضور برگزیدہ ہوا اور معزز ٹھیرایا گیا۔ قرآن کریم میں اسبات کا ذکر ملتا ہے جہاں فرمایا ہے **اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العٰلمین**۔ جب ابراہیم کے رب نے اسکو حکم دیا کہ **تو فرمانبردار بن جا** تو حضرت ابراہیم عرض کرتے ہیں میں رب العالمین کا فرمانبردار ہو چکا۔ کوئی حکم نہیں پوچھا کہ کس کا حکم فرماتے ہو کسی قسم کا تامل نہیں کیا فرمانبرداری کے حکم کے ساتھ ہی معاً بول اٹھے کہ فرمانبردار ہو گیا۔ ذرا بھی مضائقہ نہیں کیا اور نہیں خیال کیا کہ عزت پر یا مال پر صدمہ اٹھانا پڑے گا یا احباب کے تکالیف دیکھنی پڑیں گی۔ کچھ بھی نہ پوچھا۔ فرمانبرداری کے حکم کے ساتھ ہی اقرار کر لیا کہ **اسلمت لرب العٰلمین**۔

یہ ہے وہ اصل جو انسان کو خدا تعالیٰ کے حضور برگزیدہ اور معزز بنا دیتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا **سچا فرمانبردار ہو جاوے**۔

فرمانبرداری کا معیار کیا ہے

ایک طرف انسان کے نفسانی جذبات کچھ چاہتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے احکام کچھ اور اب دیکھیں کہ آیا خدا تعالیٰ کے احکام کو انسان مقدم کرتا ہے یا اپنے نفسانی اغراض کو۔ اسی طرح رسم و رواج۔ عادات کسی کا دباؤ۔ حب جاہ و رعایت قانون قومی ایک طرف کھینچتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم ایک طرف اسوقت دیکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے حکم کی طرف جھکتا ہے یا اپنے دوسرے امور کو ترجیح دیتا ہے اب اگر اللہ تعالیٰ کے احکام کی قدر کرتا اور ان کو مقدم کر لیتا ہے تو یہی خدا کی فرمانبرداری کہلاتی ہے۔

وہ لوگ جو اولو الامر کہلاتے ہیں اور جنکی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے ان کے لئے بھی ارشاد الٰہی یوں ہے **فان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللہ والرسول** یعنی اگر تم میں کسی امر کی نسبت تنازع ہو تو اس کا آخری فیصلہ اللہ اور اس کے رسول کی اتباع سے کر لو۔ یہی ایک سیدھی راہ ہے۔ مگر یہ یاد رکھو کہ اہل حق کے انکار کا مدار تکبر پر ہوتا ہے اس سے دور رہو۔ ورنہ کیسی تعجب کی بات ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ فرماتے ہیں کہ **ما کنت بدعا من الرسل** میں کوئی نیا رسول تو نہیں آیا۔ آدم سے لیکر اب تک جو رسول آئے ہیں ان کو پہچانو۔ ان کی معاشرت۔ تمدن۔ اور سیاست کیسی تھی اور ان کا انجام کیا ہوا؟ ان کی صداقت کے کیا اسباب تھے ان کی تعلیم کیا تھی ان کے اصحاب نے ان کو پہلے پہل کس طرح مانا اور مخالفوں اور منکروں کا چال چلن کیسا تھا اور ان کا انجام کیا ہوا؟ یہ ایک ایسا اصل تھا کہ اگر اس وقت کے لوگ اس معیار پر غور کرتے تو انکو ذرا سی دقت پیش نہ آتی

اور ایک مجدد - مہدی - مسیح **مرسل من اللہ** کے ماننے میں ذرا بھی اشکال نہ ہوتا مگر اپنے خیالات ملکی اور قومی رسوم بزرگوں کے عادات کے ماننے میں تو بہت بڑی وسعت سے کام لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ماموروں اور اس کے احکام کے لئے خدا کے علم اور حکمت کے پیمانہ کو اپنی ہی چھوٹی سی کھوپری سے ناپنا چاہتے ہیں ہر ایک امام کی شناخت کے لئے یہ عام قاعدہ کافی ہے کہ کیا یہ

کوئی نئی بات لیکر آیا ہے؟

اگر اسپر غور کرے تو تعجب کی بات نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ اصل حقیقت کو اسپر کھولدے - ہاں یہ ضروری ہے کہ اپنے آپ کو ہیچ سمجھے اور تکبر نہ کرے ورنہ تکبر کا انجام یہی ہے کہ محروم رہے -

پس انسان خدا کے غضب سے بچنے کے لئے ہر وقت دعا کرتا رہے وہ دعا جس کے پڑھنے کے بغیر نماز نہیں ہوتی ہے - وہ ہے **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین** - یعنی ہم کو صراط مستقیم دکھا جو ان لوگوں کی راہ ہو جنپر تیرا انعام ہوا اُن لوگوں کی راہ سے بچا جنپر تیرا غضب ہوا اور جو حق سے بیجا عداوت کرنیوالے ہیں اور نہ اُن لوگوں کی راہ جو گمراہ ہوگئے ہیں **منعم علیہ گروہ** کی شناخت کے لئے ایک آسان اور سہل راہ ہے انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات - احکام - اور عملدرآمد اور اُن کی زندگی کو ان کے ثبوتوں اور آخر انجام کو دیکھو پھر اُن کے حالات پر نظر کرو جنھوں نے مخالفت کی - غرض ماموریں اللہ لوگوں کا گروہ ایک نمونہ ہوتا ہے اس خواہش کے پورا کرنے کے واسطے

بتانے کے لئے جو ہر انسان میں لطیفہ مخفی رکھی گئی ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ **معزز ہو** - خدا تعالیٰ کے حضور معزز وہی ہو سکتا ہے جو رب العالمین کا فرمانبردار ہو یہ ایک والٰہی سنت ہے جس میں **تخلف نہیں ہو سکتا** -

اب ہم لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ ہم غور کر کے دیکھیں کہ ہم **لباس - عادات - عداوت دوستی - دشمنی غرض ہر ایک درجہ** ہر حرکت و سکون میں کس پر عمل درآمد کرتے ہیں - کیا فرمانبرداری کی راہ ہے یا نفس پرستی کی -

عام مسلمانوں اور عام غیر مذہب کے لوگوں کو دیکھو کہ اگر وہ جھوٹ بولتے ہیں تو کیا مسلمان ہو کر ایک مسلمان جھوٹ سے محفوظ ہے - غیر مذہب والے اگر نفس پرستیاں اور شہوت پرستیاں کرتے ہیں تو کیا مسلمانوں میں ایسے کام نہیں کرتے؟ اگر ان میں باہم تباغض اور تحاسد ہے تو کیا ہم میں نہیں - ؟ اگر ان حالات میں ہم ان ہی کے مشابہ ہیں اور کوئی فرق اور امتیاز ہم میں اور ان میں نہیں ہے تو بڑی خطرناک بات ہے فکر کرو !!!

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم

یاد رکھو خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ قانون یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیضان میں تبدیلی اُسی وقت ہو سکتی ہے اور ہوتی ہے جب انسان خود اپنے اندر تبدیلی کرے اگر ہم وہی ہیں جو سال گذشتہ اور پیوستہ میں تھے تو پھر انعامات بھی وہی ہوں گے لیکن اگر چاہتے ہو کہ ہم پر نئے نئے انعامات ہوں تو نئے نئے طریق پر تبدیلی کرو -

خدا کی کتاب نے تصریح کر دی ہے کہ کفر کیا ہوتا ہے کیونکر پیدا ہوتا ہے اور اس کا انجام کیا ہوتا ہے؟ ایمان کیا ہوتا ہے؟ اس کے نشان اور انجام کیا ہیں؟ منافق اور منکری کے انجام اور نشان کو بتا دیا ہے پھر **امام** اور راستباز کی شناخت میں کیا دقت ہو سکتی ہے؟

آدم ع سے لے کر اسوقت تک ہزاروں ہزار مامور آئے ہیں سب کے واقعات ایک ہی طرز اور رنگ کے ہیں اگر تم اپنے آپ کو تکبر سے محفوظ کر لو - تو شیطانی عمل دخل سے پاک ہو کر خدا کے فیضان کو لے سکو گے -

غرض حضرت **ابراھیم علیہ السلام** نے خود بھی خدا تعالیٰ کی اطاعت کی اور انھی باتوں کی وصیت اپنی اولاد کو بھی کی اور **یعقوب** نے بھی یہی وصیت کی - کہ اے میری اولاد اللہ تعالیٰ نے تمھارے لئے ایک عجیب دین کو پسند کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر وقت فرمانبرداری میں گذارو - چونکہ موت کا کوئی وقت معلوم نہیں ہے اس لئے ہر وقت فرمانبردار رہو تاکہ ایسی حالت میں موت آوے کہ تم فرمانبردار ہو - میری تحقیقات میں یہی بات آئی ہے کہ سچی تبدیلی کر کے اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دعا کرے -

اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے کہ وہ ایک پاک تبدیلی کریں -

آمین

تصحیح

گذشتہ نمبروں میں مندرجہ ذیل کتابوں کی قیمت کے متعلق غلط اندراج ہوئے ہیں اس لئے اطلاع دیجاتی ہے کہ مندرجہ ذیل کتب کی اصل قیمت وہی ہے جو اُنکے ساتھ اب درج کی جاتی ہے یہ یاد رہے کہ یہ قیمت علاوہ محصول ڈاک ہے درخواستیں حکیم فضل دین صاحب مہتمم کتب خانہ کے نام آنی چاہئیں -

خطبہ الہامیہ (?) ۱/
خطبات حضرت مولوی عبد الکریم صاحب (?) ۱/
اتمام الحجہ (?) ۲/

زالدین

چودھویں صدی کا حاشر

یہ ایک خطبہ کا مضمون ہے جو حضرت مولینا مولوی عبدالکریم صاحب سلمہ ربہ نے ۱۰ مئی ۱۹۰۱ء کو پڑھا اور ایڈیٹر الحکم نے اپنے الفاظ میں اسکو لکھا

ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا ما شاء الله ثم نفخ فیه اخری فاذا ھم قیام ینظرون۔

(آخر رکوع تک سورہ زمر کا آخری رکوع)

میرے دل میں آج پڑا کہ یہ آیتیں جو میں نے پڑھی ہیں ان میں حضرت مسیح موعود کے زمانہ کی نسبت پیشگوئی ہے یا یوں کہو کہ مسیح موعود کا زمانہ نہیں عجیب طور پر دکھایا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور آپ کا زمانہ اس کی تمہید ہے وہ ابتدا ہے یہ انتہا ہے۔

ونفخ فی الصور اور صور میں پھونکا گیا اسوقت ایسا ہوا کہ آسمان اور زمین کے رہنے والے بیہوش ہوگئے بجز ان کے جنکو خدا نے چاہا کہ بچ رہیں پھر دوسری مرتبہ پھونکا گیا تو کھڑے ہوگئے اور دیکھنے لگے۔

ان ساری آیتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ دو دفعہ نفخ صور ہوتا ہے ایک میں لوگ بیہوش کئے جاتے ہیں دوسرے میں سب کے سب کھڑے ہوجاتے ہیں اور ہوش آنے کے بعد ان کی تقسیم دو قسم کی ہوتی ہے ایک دوزخی دوسرے جنتی۔

ہمارا ایمان ہے کہ قیامت کو اسی طرح پر ہوگا۔ لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن کریم اپنے ساتھ زندہ نشانات رکھتا ہے اور اپنے سارے وعدوں کے لئے اس دنیا میں بھی ایک ظل اس کا موجود ہے اور وہ گویا زندہ ثبوت اور بین شہادتیں ہیں ان وعدوں کے لئے جو آخرت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ کیونکہ اگر نرے وعدے ہی وعدے ہوتے اور ان کا یہاں کچھ بھی ثبوت نہ ہوتا تو پھر خدا تعالے کے پاک کلام اور انسانی تراشیدہ خیالات میں کچھ فرق ہوتا؟؟؟

اس لئے ہم ان آیتوں میں اس نظارہ کو دکھانا چاہتے ہیں جو اس شہودی عالم میں دیکھتے ہیں۔

یہ بات بحضور دل یاد رکھنی چاہیئے کہ خدا تعالے کے مامور بھی **حاشر** ہوتے ہیں ان کے قدموں پر ایک حشر ہوا کرتا ہے اس حشر کا کامل اور اکمل نمونہ ہمارے سید و مولی سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں چنانچہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ **انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی۔** اور پھر اس بات کو بھی بھولنا نہیں چاہیئے کہ **مامورین اللہ** ایک عجیب تحریک اپنے ساتھ لاتے ہیں ان سے پہلے دنیا ایک سکون اور سکر کی حالت میں ہوتی ہے ملائکہ بھی اور ارضی باشندے بھی سکون میں ہوتے ہیں لیکن جب خدا کی حجت اور الزام دینے والی اور بشارت دینے والی حجت کا نفخ فی الصور ہوتا ہے تو زمین و آسمان میں ایک شور مچ جاتا ہے ٹھیک اسی طرح جیسے رات کے اختتام پر اور صبح صادق کے طلوع پر چرند پرند حیوانات غرض تمام مخلوقات میں ایک عجیب شور ہوتا ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر عالم پر ایک ظلمت چھائی ہوئی تھی اور اس رات کی تاریکی میں کوئی تحریک نہ تھی۔ جیسا کہ خود خدا تعالیٰ نے فرمایا **جعل اللیل سکنا** کسیکو کچھ معلوم نہ تھا کہ مجھ میں جوہر قابل کیا ہے اور میں کیا کیا فائدے مخلوق کو پہنچا سکتا ہوں لیکن جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی۔ تو عالم میں شور مچ گیا اور وہ جو سکون اور خاموشی تھی وہ عالمگیر تحریک اور پکار سے بدل گئی۔ حقیقت میں جب دن چڑھتا ہے قیام اسی وقت ہوتا ہے اور نور ہی کے وقت یہ تقسیم ہوتی ہے سوئے ہوئے آدمی کوئی کام نہیں کرسکتے اور نہیں معلوم ہوتا کہ فلاں صناع ہے یا پہلوان ہے یا کیا اپنے افعال یا تدابیر سے کوئی مفید یا مضر جماعت انسانی کے لئے معلوم نہیں ہوسکتا۔ لیکن روشنی کے وقت ہر قسم کی امتیاز ہو جاتی ہے۔ **رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور** ہو کر **سراج منیر** ہو کر تمام نبیوں کا بھیس بدل کر آئے اس لئے ہر ایک فریق میں جس جس قسم کی طاقتیں اور قوتیں اور مخفی در مخفی جوہر تھے وہ سب ظاہر ہوگئے۔ اور انپر حجت ملزمہ قائم ہو گئی۔

اللہ جل شانہ نے نبی کریم کو تمام نبیوں۔ شہیدوں۔ صالحین کا عطر مجموعہ بناکر مبعوث فرمایا تھا اس لئے آپ کیوقت میں ہر قسم کے لوگ موجود تھے یہودی۔ عیسائی۔ ستارہ پرست۔ اور اور قسم کے مشرک۔ برہمو۔ آریہ سب تھے اور ہر نبی کے زمانہ میں جس جس قسم کے شریر تھے ان سب کے مظہر بھی موجود تھے ایسا ہی ہر قسم کے جوہر قابل کے مظہر بھی تھے۔ غرض جب حضور **علیہ الصلوٰۃ والسلام** نے ظہور فرمایا تو **اشرقت الارض بنور ربہا** زمین چمک اٹھی اور خوب فیصلہ ہوگیا ایک گروہ **ابوجہلی** قرار پایا جو بدر کے جہنم میں گرایا گیا اور دوسرا **صدیقی** گروہ الحمد للہ کہتا ہوا مکہ میں مدینہ پر جہاں چلے ہے داخل ہوا۔

شاید یہ مضمون ناقص رہ جاوے اگر یہ بیان نہ کیا جاوے کہ انجیلی یسوع نے بھی بقول اناجیل موجودہ اس قسم کا دعویٰ کیا کہ قیامت اور زندگی میں ہوں ایک سچے نبی اور خدا کے مامور کے لئے اس قسم کا دعویٰ کرنا کوئی بڑی بات نہیں بلکہ اور ایسے دعوی کی سچائی ظاہر ہو جاتی ہے لیکن انجیلی یسوع کے لئے یہ دعویٰ ہرگز ہرگز سزاوار نہیں ہو سکتا کیونکہ جب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جس قدر انجیلی یسوع الٰہی صداقت اور ایمانی توحید کے پھیلانے سے ناکام رہے شاید اس کی نظیر کسی دوسرے نبی کے واقعات میں ہرگز نہ ملے گی۔ یہاں تک کہ خود بڑے بڑے پادری صاحبان کو یہ تسلیم کرنا پڑا کہ ان کی تعلیم خود ان کے شاگردوں کی پست خیالی۔ کم فہمی اور دنیا طلبی کو دور نہیں کر سکی اور خود یسوع کی گرفتاری کے وقت جو کچھ بزدلی اور بداعتقادی اور بیوفائی انہوں نے دکھلائی بلکہ بعض اعظم الحواریین کی زبان پر اس آخری گھڑی میں لعن طعن اپنے استاد کی نسبت جاری ہوا یہ ایسی بات ہے جس کو بڑے بڑے اور اعلیٰ درجہ کے فاضل مسیحیوں نے بھی مسیحیوں کے لئے سخت قابل شرم قرار دیا ہے پھر یہ کہنا کہ یسوع صاحب قیامت تھے اور ان میں داخل ہو کر روحانی مردے جی اٹھے ایک خیالی اور وہمی بات ہے جس کا کوئی ثبوت ان کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ انجیل کے پر غور مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ خود یسوع صاحب بھی انکو سست اعتقاد اور اور سخت الفاظ سے یاد کرتے ہیں جو روحانیت میں زندگی بسر کرنے والے لوگوں کے لئے سزاوار نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ عیسائیوں میں ایک بھی شخص ایسا نظر نہیں آتا جو دنیا اور نفس کی قبر سے نکل کر زندگی کی قیامت میں برانگیختہ ہو گیا ہو وہ جانتے بھی نہیں کہ خدا کون ہے اور اس کی عظمت اور وحدت کیا شئے ہے اور کیونکر وہ پاک دلوں کو زندگی بخشتا ہے اور اس سے قریب ہونا ہے وہ تو ایک عاجز انسان کو خدا بنا رہے ہیں اور یسوع پر دوسروں کے گناہوں کا بوجھ لاد کر خوش ہو رہے ہیں۔ غفلت گناہ کفر اور شرک کی موت اس وقت عیسائی مذہب میں موجود ہے اپنی تمام قوتوں کا دنیا اور اسکی آرائشوں اور جمعیتوں کے لئے خرچ ہونا کیا غفلت کی موت نہیں ہے؟ اور کیا یورپ کی حالت گناہ کی موت کا بھیانک نظارہ نہیں ہے؟ وہاں جا کر دیکھو کس قدر عفت پاک دامنی اور پرہیزگاری باقی ہے اور کیا ایک عاجز انسان کو خدا بنا دینا شرک کی موت نہیں ہے اور سچے رسولوں کا انکار کفر کی موت نہیں ہے تو کیا ہے؟ غرض انجیلی یسوع کی نسبت یہ دعویٰ سراسر خیال محال اور بے دلیل ہے۔ بلکہ یہ کامل اور اکمل نمونہ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں اس ذات کامل الصفات نے دکھایا جس کا نام نامی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ دنیا کی تاریخ اور واقعات عالم کے اوراق میں اس بات کی شہادت موجود ہے کہ یہ رسول اس وقت مبعوث ہوا جب دنیا کی ساری قومیں روح میں مر چکی تھیں اور روحانی فساد نے بحر و بر کو ہلاک کر دیا تھا تب اس حاشر نے آکر نئے سر سے دنیا کو زندہ کیا اور توحید کا دریا چلا دیا۔ پھر جو قوم اس نے طیار کی اس نے اپنی صدق۔ وفاداری تقویٰ۔ طہارت اور جاں نثاری سے دکھا دیا کہ وہ لوگ سچ مچ موت کے گڑھے سے نکل کر حیات طیبہ کے بلند منارہ پر کھڑے ہو گئے تھے اور ہر ایک نے ایک تازہ زندگی پالی تھی سو درحقیقت ایک ہی کامل انسان دنیا میں آیا جس نے ایسے اتم اور اکمل طور پر یہ روحانی قیامت دکھائی۔ اور ایک زمانہ دراز کے مردوں کو اور ہزاروں برس کی عظم رمیم کو زندہ کر دکھایا اس کے آنے سے قبریں کھل گئیں اور بوسیدہ ہڈیوں میں جان پڑ گئی اور اس نے ثابت کر دکھایا کہ وہی حاشر اور وہی روحانی قیامت ہے جس کے قدموں پر ایک عالم قبروں سے نکل آیا۔

مگر

میرے دوستو! میں ابھی تمہیں ایک اور عظیم الشان حاشر کا پتہ دینا چاہتا ہوں اس لئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں تکمیل ہدایت کے لئے تشریف لائے تھے وہاں تکمیل اشاعت ہدایت بھی آپ کا کام تھا۔ قرآن کریم پر تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تکمیل ہدایت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت ہوئی اور باتفاق تمام مفسرین تکمیل اشاعت ہدایت کا وقت مسیح موعود کا زمانہ ہے چنانچہ آیت هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین كله اس کی تائید کرتی ہے اس کی تفسیر میں سب نے مان لیا ہے کہ یہ مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگا۔

علاوہ بریں چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوضات کا زندہ رکھنا ابدالآباد کے لئے منظور تھا اور آپ کے دوسرے منصب کی تکمیل کو مسیح موعود کے زمانہ سے مخصوص فرمایا گیا تھا اس لئے مسیح موعود کے زمانہ میں پھر اس قیامت کا نمونہ دکھایا جانا ضروری تھا

پس مسیح موعود جو خاتم الخلفا بھی کہلاتا ہے اور محمد مہدی بھی جس کا مبارک نام ہی چودھویں صدی کا حاشر بھی رہی ہے کیونکہ خدا تعالےٰ نے وعدہ کیا تھا کہ وہ نور اور وہ روح القدس جو اس کامل انسانؐ کے صحابہ کو دیا گیا تھا آنے والے صادق اخلاص اور متبعین لوگوں کو بھی ملے گا۔ جیسا کہ آیت هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ میں لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ سے یعنی ہمارے خالص اور کامل بندے بجز صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور بھی ہیں جو آخری زمانہ میں ہوں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بھی تربیت صحابہ کی طرح فرمائیں گے۔ پس تو ظاہر ہے کہ وہ گروہ مسیح موعودؑ کے فیض تربیت سے بہرہ ور ہوگا۔ مگر خدا تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ذکر فرمایا ہے دراصل یہ اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ مسیح موعود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے رنگ اور لباس میں ہوگا۔ آفتاب وہی ہوگا لیکن اس کا مطلع اور ہوگا شمع وہی ہوگی صرف فانوس دوسرا ہوگا۔ یہ کمال اتحاد فی الذات کی طرف اشارہ ہے۔ مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے یہی وہ راز ہے دو خاتم الخلفا کے حاشر ہونے میں ہے

میرے دوستو! جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت دنیا کی حالت تھی اسی طرح اب بھی مسیح موعود سے پہلے آسمان کے دروازے بند تھے یہ نرا دعویٰ ہی دعویٰ نہیں آج سے ساٹھ سال پیچھے چلو اور دیکھو دنیا کی کیا حالت تھی مشاہدہ خود تمھیں پتہ دیگا۔ خود خدا تعالےٰ نے اس امر کی شہادت دی ہے اِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا زمین و آسمان گرہ بستہ تھے ہم نے انکو کھولدیا۔ میں سچ کہتا ہوں آسمان کے دروازے بند تھے کیا کوئی تھا جو پیشگوئی کرتا؟ کیا کوئی تھا جو خدا کو کشف ساق کرکے دکھا دیتا؟ ایک بھی نہ تھا ہر ایک سویا ہوا تھا یہاں تک کہ خدا تعالےٰ نے مسیح موعودؑ کو بھیجا اور نفخ صور ہوا اور دنیا میں ایک شور مچ گیا خواب گراں میں سونے والے آنکھیں ملتے ہوئے اٹھ بیٹھے اور ہر ایک اپنے اپنے جوہر دکھانے لگا۔ کسی میں اغوا کا جوہر تھا وہ مغوی بنا کوئی ابلیس ٹھیرا۔ مگر بد اور ناپاک آدمیوں کا گندہ عقیدوں کا شرک غرض ہر شخص کا جوہر رنگ لایا۔ اور وہ جو سعادت مند اور پاکیزہ فطرت تھے وہ اس غفلت کی موت سے جی اٹھے مسیح موعود کے ہاتھ پر انھوں نے نئی زندگی پائی اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہتے ہوئے جنت میں داخل ہوئے۔

الغرض میرا ایمان اور اعتقاد ہے کہ مسیح موعود نے اسی طرح مردوں کو زندہ کیا ہے جس طرح احمد مکی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا

پس

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ۔ مبارک ہو ان زندگی پانے والوں کو جنھوں نے اس کے ہاتھ پر توبہ کرکے حیات طیبہ حاصل کی کیونکہ وہ جنت کے وارث ٹھیرے اور واویلا ان پر جنھوں نے مخالفت کی راہ اختیار کی۔

اللہ تعالےٰ ہم کو اس نور اور زندگی سے حصہ دے جو یہ مامور لے کر آیا ہے اور ہر ایک ابتلا اور مغوی کے شر سے محفوظ رکھے آمین۔

لائبریری

اس مد میں مفصلہ ذیل رقوم اب تک وصول ہو چکی ہیں۔

منشی عبد العزیز صاحب پٹواری	۱
منشی گلاب خانصاحب سب اورسیر ڈکشائی۔	عہ
بابو محمد صاحب انبالہ چھاونی	عہ
بابو عطا محمد صاحب سب اورسیر فورٹ سنڈیمان	عہ
منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر میرٹھ۔	سہ
منشی محمد دین صاحب تحصیلدار ڈیرہ اسمٰعیل خاں۔	عہ
راجہ شیر محمد خانصاحب بی اے جموں	عہ
منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ۔	عہ
شیخ عبد الرشید صاحب سوداگر میرٹھ	عہ
ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن رام پور	عہ
شیخ نیاز احمد صاحب وزیرآباد	عہ
منشی محبوب عالم صاحب تحصیلدار پنڈی گھیب	عہ
منشی محمد نواب خانصاحب تحصیلدار جہلم۔	عہ

[illegible]

ان کے علاوہ خان صاحب **نواب محمد علی خانصاحب** نے انسکلو پیڈیا برٹینکا لائبریری کو عطا فرمایا ہے جو قریباً سوا تین سو روپے کی قیمت کی کتاب ہے خدا تعالےٰ ان سارے احباب کو جزائے خیر دے۔ چونکہ میگزین کے متعلق بھی ایک لائبریری کی ضرورت

نفعی اور میگزین اور لائبریری ایک ہی سلسلہ کے متعلق اور ایک ہی قوم کی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ اس لئے میگزین کی لائبریری اور یہ لائبریری اکٹھی رہیں گی۔ اور جو جو چندے احباب نے لائبریری کے مد میں ارسال فرمائے ہیں وہ وہ میگزین کے متعلق خیراتی چندے تصور کئے جاویں گے۔ لیکن یہ روپیہ صرف لائبریری پر ہی صرف ہوگا کیونکہ اسی مطلب کے لئے قوم سے مانگا گیا تھا۔ اطلاعاً بذریعہ اخبار اس کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

اس اعلان کے بعد پندرہ روز تک انتظار کرکے مذکورہ بالا روپیہ فنانشل سکرٹری انجمن اشاعت اسلام کے نام باضابطہ منتقل کر دیا جائے گا۔ آخر میں یہ التماس ہے کہ روپیہ صرف اسی کام پر ہوگا جس کے لئے وصول کیا گیا تھا اور رہے گا بھی مد خیرات میں صرف اسکا حساب و کتاب باضابطہ انجمن مذکورہ بالا کے منتظم رکھیں گے۔ اگر کسی صاحب کو اعتراض ہو تو مشتہر کو اطلاع دیں۔ ۲۵ اپریل ۱۹۰۱ء

خاکسار محمد علی۔

منارۃ المسیح

منارۃ المسیح کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے چنانچہ انیٹوں کی پتھائی شروع ہے اور ان کے پکانے کے لئے بھٹے میں اینٹیں چڑھائی جا رہی ہیں لکڑی آ رہی ہے قریباً ایکسو روپیہ یومیہ کا خرچ ہو رہا ہے اس لئے منارۃ المسیح کے انصار بہت جلد توجہ کریں۔ اور روپیہ بھیجکر اس کار خیر میں شریک ہوں وقتاً فوقتاً روپیہ کی ضرورت زیادہ ہوتی جاتی ہے

انگریزی رسالہ اور احباب کی توجہ

ہمارے مخدوم خواجہ کمال الدین صاحب نے پشاور سے ایک مختصر سا مضمون فراہمی سرمایہ کے لئے حال میں الحکم میں درج کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ مگر ہمکو افسوس ہے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ صاحبزادہ صاحب (جو الحکم کے کاتب ہیں) کے ہاں وہ مضمون بچوں نے اِدھر اُدھر کر دیا بہرحال ہم اس خط کا خلاصہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

میگزین کے لئے جو ایک ہزار حصوں کی فراہمی کی ضرورت تھی خدا کا شکر ہے کہ قوم نے اس ضرورت کو محسوس کرکے بہت بڑی تعداد پوری کر دی ہے اور اب صرف دو سو کے قریب حصے باقی رہ گئے ہیں جن کے پورا ہونے کی بہت جلد امید کیجاتی ہے لیکن اس وقت جو سوال ضروری قابل لحاظ ہے **وہ سرمایہ کا بہم پہونچانا ہے**۔ قواعد فراہمی سرمایہ الحکم میں شائع ہو چکے ہیں اور الگ بھی بصورت رسالہ حصہ داروں کے پاس پہونچ گئے ہیں اور خدا کا احسان ہے کہ احباب نے توجہ کرکے روپیہ بھیجنا شروع کر دیا ہے۔ چونکہ رسالہ کا پہلا نمبر اکتوبر میں شائع ہو جانا ضروری ہے جیسا کہ اعلان کیا گیا ہے اس لئے اکتوبر سے پہلے پہلے ایک سال کا خرچ تین ہزار روپیہ جمع ہونا ازبس ضروری ہے کیونکہ علاوہ دوسرے اخراجات کے کئی قسم کے ابتدائی اخراجات ہوتے ہیں۔ اور ازاں بعد ایک مستقل ماہواری خرچ رہجائیگا۔

یورپ اور مغربی قوموں پر حضرت اقدس کی تبلیغ جسقدر ضروری ہے اس کے بیان کرنے کی ہمکو حاجت نہیں کیونکہ ہمارے ناظرین اس امر کو خوب سمجھتے ہیں مسیح موعود کا فرض کسر صلیب ٹھیرایا گیا ہے اور اس فتنہ صلیب کے سیلاب کی رو یورپ سے آ رہی ہے اس لئے یورپ پر اتمام حجت کی بہت بڑی ضرورت محسوس کی جاتی ہے اور یہ ممکن نہیں جب تک انگریزی زبان میں ہم ان قوموں پر اتمام حجت نکریں۔ علاوہ براں وہ پادری جو کچھ دن ہوے دارالامان آئے تھے جنکے مفصل حالات الحکم میں شائع ہو چکے ہیں سنا گیا ہے حضرت اقدس کے متعلق کوئی کتاب لکھ رہے ہیں یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ خود ایک تحریک شروع ہوگئی ہے۔ بہرحال اسوقت ضرورت ہے اس امر کی کہ اُس سے پیشتر کہ اکتوبر کا نمبر شائع ہو کم از کم تین ہزار روپیہ فنانشل سکرٹری کے پاس ہوتا چاہیئے ہم اپنے احباب کی خدمت میں اپیل کرتے ہیں کہ جو یکمشت روپیہ دے سکتے ہیں وہ اقساط کی ضرورت نہ سمجھیں اور بہت جلد کل روپیہ بھیجدیں اور جو اقساط سے ہی دے سکتے ہیں وہ اپنی اپنی قسط کا روپیہ شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائٹر بمبئی ہوس کے نام جو آج کل دارالامان میں مقیم ہیں بھیجدیں۔

چونکہ میگزین کے پہلے رسالہ کا مضمون حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع کر دیا ہے اس لئے اب دیر کو کام میں نہ لایا جائے اور جلد روپیہ بھیجا جائے

بالآخر ہم پھر اپنے ناظرین کو توجہ دلاتے ہیں کہ خلوص کی خریداری سے بھی بڑھ کر جو امر ہے وہ سرمایہ کی فراہمی ہے اس لئے بہت جلد روپیہ بھیجنا چاہیئے یاد رکھو یہ وقت ہی حصول ثواب کا ہے یورپ نے جسطرح اپنے قلمی میگزین کو لیکر اسلام پر حملہ کیا ہے اسی طرح تمہارا فرض ہے کہ اسکا جواب قلم سے دو۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی مرضی یونہی ہے کہ یورپ پر حجت پوری ہو کر رہے گی سعادت این اجر نصرت را دمنہت

مختلف خبریں

نجاب کے امدادی کاموں پر اسوقت چار لاکھ آٹھ ہزار مزدور ہو گئے ہیں مقابلہ ہفتہ ماسبق ان کی تعداد میں ۴۵ ہزار کا اضافہ ہوا ہے۔

مہاراجہ بڑودہ شادی بیوگان کے جواز کے متعلق قانون نافذ کرنیوالے ہیں۔

سلہٹ میں سیاہ بخار پھیلا ہوا ہے جو مہلک ہے مریض کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔

بمبئی میں دنبالہ دار ستارہ کو دیکھکر لوگ متحیر ہیں اور عجیب عجیب قسم کی پیشگوئیاں کی جاتی ہیں۔

پارسلوں کی محصولڈاک کی رعایتی شرح پر یکم جولائی سے عملدرآمد ہوگا۔

مر آنریبل **مسٹر جسٹس یحیٰی صاحب** چیف جسٹس الہ آباد ہائیکورٹ شملہ پر فوت ہوئے ان کی لاش جلائی جائے گی اور راکھ ولایت روانہ کی جائے گی۔

۱۸ مئی کا **سورج گرہن** پنجاب میں نظر نہ آیا نجومی اسکو منحوس بتاتے ہیں۔

لکھنؤ میں وکٹوریا میموریل فنڈ کا جلسہ ہو کر تجویز ہوا کہ یادگار رفاہ عام کی صورت میں ہو نہ نمائشی۔

شروع جولائی میں مدراس سے ایک انگریزی رسالہ موسومہ انڈین لیڈیز میگزین شائع ہوا کریگا اسکی ایڈیٹرس وہ مشہور ہندی خاتون ہوں گی جنہوں نے حال میں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی ہے۔

انڈین ٹی ایسوسی ایشن نے حال ہی میں چاء تقسیم کرنیوالی ایک ایجنسی قائم کی ہے بدیں غرض کہ ہندوستان کے باشندوں میں چاء نوشی کا رواج بڑھے۔

حضرت اقدس مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم باوصفیکہ کئی ہفتوں سے حضور کی اشتہائی از حد شکایت ہے پوری ہمت اور مستعدی کے ساتھ خطبہ الہامیہ کے حصہ ثانیہ کی تصنیف میں مصروف ہیں جو اعلیٰ درجہ کی فصیح و بلیغ عربی زبان میں لکھا جا رہا ہے قرآن کریم کے حقائق اور معارف کا ایک دریا بہ رہا ہے باایں مصروفیت حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے رسالہ میگزین کے لئے پہلا آرٹیکل جو حضور علیہ الصلوۃ و السلام کی اپنی سوانح اور دعاوی اور اس بات کے ظاہر کرنے کی نسبت کہ اب دنیا میں کونسا مذہب باقی رہ سکتا ہے اور دنیا کس مذہب کو چاہتی ہے اور وہ مذہب اسلام ہے جو ہر ایک داغ دھبہ سے صاف اور ہر قسم کی شرک اور بدعات کی نجاست سے پاک اور عین فطرۃ کے مطابق ہے لکھنے کے لئے طیار ہو گئے ہیں۔

ہمارے مکرم **شیخ رحمت اللہ** صاحب پروپرائٹر بمبئی ہوس لاہور جو انجمن اشاعت اسلام کے فنانشل سکرٹری ہیں آج کل دار الامان میں ہیں

آج بیادگار حضور قیصرہ عام تعطیل ہے قلعوں کے جھنڈے بطور علامت غم سرنگوں ہیں یہ غلط ہے کہ آج قیصر ایڈورڈ ہفتم کی سالگرہ منائی جاوے گی۔

بغداد میں بھی طاعون نمودار ہو گیا ہے اس لئے قرنطینہ کے علاوہ لاشوں کا کربلا بھیجنا بھی بند کر دیا گیا ہے۔

لودھیانہ میں ہربھجن سنگھ بیرسٹر ایٹ لا **مسلمان** ہوئے ہیں۔

باب عالی نے آخر دول خارجہ کے ڈاکخانوں کے متعلق اپنی تجویز کو واپس لے لیا اور ایک اعلیٰ عہدہ دار کو ڈاک کے تھیلے چھیننے کے متعلق معافی کے لئے بھیجا۔

بیعت

نواب باقر نواز خانصاحب بہادر حیدرآباد دکن بیرون دبیرپورہ۔

مرزا محمود علی بیگ صاحب حیدرآباد دکن محلہ مغلپورہ۔

میاں عبد الکریم صاحب " "

سید عبد الحکیم صاحب۔ اٹاوہ محلہ شاہ گدا علی۔

حافظ محمد رمضان صاحب۔ چرگ پیالہ ڈاکخانہ وتحصیل پیل۔

غلام رسول صاحب ولد چراغدین صاحب گوجرانوالہ

میراں بخش صاحب ولد شرف دین صاحب

سردار شاہ صاحب لاہور۔

زوجہ محمد بخش صاحب چاپہ گر۔ ملتان متصل مسجد نواب علی محمد خان۔

محمد خانصاحب۔ جہلم۔ حال کوئٹہ بلوچستان کانسٹیبل پولیس قلات سٹیٹ وارڈ کوئٹہ بلوچستان

منصب دار صاحب اوڑا صاحب

امام الدین صاحب زوجہ اوڑا صاحب

دختر " دختر ثانیہ " ساکنان سیالکوٹ۔

دختر چودہری فتح خانصاحب رسولپورہ

سید حیدر علی شاہ صاحب۔ گوئینڈکے "

اہلیہ " " "

سردار علی صاحب " "

اہلیہ " " "

سید امیر علی شاہ صاحب " "

سید محمد شریف صاحب " "

اہلیہ سید امیر علی شاہ صاحب "

محمد حبیب صاحب " "

مرزا حکیم فضل احمد صاحب سوزی۔ گجرات ڈاکخانہ تحصیل کھاریاں

حبیب اللہ صاحب خیاط بھیرہ

الٰہی بخش صاحب معرفت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی

غلام محمد صاحب۔ منڈبابہ وارڈ نمبر گوجرانوالہ مدرس اول۔

محمد سراج الحق نعمانی جمالی

عمرالدین